بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید کے الفاظ اور انداز بیان میں تدبر-9

اس عظیم مہینے میں قرآن مجید کے پیارے الفاظ اور خوبصورت انداز بیان پر غور و فکر کا درس جاری ہے۔

پچھلے درس میں إن اور إذا کے تعلق سے چند باتیں کی تھیں آج کی نشست میں مزید کچھ اہم باتیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسانیاں فرمائے۔

ہم یہ جان چکے ہیں کہ:

إن: حرف شرط ہے اور یہ تب استعمال ہوتا ہے جب کسی معاملے کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہو یا مشکوک ہو یا ہونے کا رجحان کم ہو یعنی کسی غیر یقینی چیز یا کسی چیز کے ہونے کے کم احتمال یا صرف مفروضہ کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور یہ بھی جان چکے ہیں کہ:

إذا: اسم شرط ہے اور یہ تب استعمال ہوتا ہے جب معاملہ یقینی ہو یا ہونے کا رجحان زیادہ ہو۔

آج کی نشست میں کچھ مزید مثالیں بیان کرتے ہیں اور خوبصورت انداز بیان پر غور و فکر کے ساتھ ساتھ بہترین پیغامات کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

لیکن اس سے پہلے ان دونوں لفظوں میں یہ عجیب فرق بھی جان لیں کہ ان حرف شرط اور جزم ہے یعنی فعل مضارع کے اعراب کو مجزوم کر دیتی ہے۔ اور اسکے برعکس إذا اسم شرط غیر جازم ہے یعنی فعل کے اعراب پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑتا، اس معاملے میں اس اشکال یا مغالطے کو بھی دور کرتا چلوں کہ کوئی کہے گا کہ جب إن حرف جزم ہے تو کسی غیر یقینی چیز یا کم احتمال یا مفروضے کے لیے استعمال کیسے ہو سکتا ہے اور إذا غیر جازمہ

ہونے کے باوجود بھی کسی یقینی یا زیادہ احتمال کے لیے کیوں استعمال ہوتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس جزم کا معاملہ صرف اعراب کی حد تک ہے اور اِن بعض اوقات کسی یقینی چیز کے لیے بھی استعمال ہو سکتی ہے لیکن عمل کے اعتبار سے إذا زیادہ قوی ہے اور یقین یا کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور إن اسکے بر عکس قلت اور کم احتمال یا مفروضہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور اسی قلت کے معنے کے متعلق آج کی نشست میں چند مثالیں بیان کرتے ہیں:

پہلے مفروضے کے متعلق ایک مثال بیان کرتے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾﴾ [الزمر: 65]

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام انبیاء) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا سارا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

یہ ایک مفروضہ ہے یعنی اگر بفرض محال ایسا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا قانون کبھی نہیں بدلے گا اور تمام اعمال ضایع ہو جائیں گے اگرچہ نبی کی نبوت ہی کیوں نہ ہو یعنی شرک جیسے عظیم ظلم کی وجہ سے کوئی بھی نیک عمل باقی نہیں رہے گا تمام اعمال اکارت ہو جائیں گے اور ہماری یہ پیغام ہے کہ اگر شرک جیسے بدترین گناہ کے سامنے نبی کی نبوت اور رسالت باقی نہیں رہ سکتی اور اکارت ہو جاتی ہے تو کسی مسلمان کا شرک کے ساتھ ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے اور ایمان کے ساتھ ساتھ تمام اعمال بھی ضایع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالی کی پناہ۔ اسی لیے لیحبطن کا لفظ تاکید کے ساتھ بیان ہوا ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ وعید بھی صرف مفروضہ ہے، ہرگز نہیں مفروضہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک کے ہونے کی حد تک ہے لیکن شرک کی سزا اور اسکی یہ سخت وعید یقینی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی اس حقیقت کو

اچھی طرح جان لے اور شرک جیسے بدترین گناہ سے زندگی بھر ڈرتا رہے اور بچتا رہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے پیارے نبی ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴿٣٥﴾﴾ [إبراهيم: 35]

آئے میرے رب اس شہر کو امن والی جگہ بنادے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت (شرک) سے بہت دور ایک جانب کر دے اور اس کو ہم سے دور دوسری جانب۔

یعنی جیسا کہ دریا کے دو کنارے ایک دوسرے سے ہمیشہ دور ہیں کبھی مل نہیں سکتے اسی طریقے سے مجھے اور میرے بیٹوں کو بھی شرک سے دور کر دے۔ سبحان اللہ کیا خوبصورت انداز بیان ہے اور اس سے بڑھ کر اس میں یہ پیغام ہے۔

اب اِن کے تعلق سے قلت کے معنے کی چند مثالیں اور ان میں عظیم پیغامات ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾﴾ [إبراهيم: 7]

ورجب تمہارے رب نے اعلان کیا اگر تم شکر کروگے تو میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب بہت سخت ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ: شکر کرتے رہو چاہے تھوڑا ہی سہی لیکن اپنے عمل سے اسکا حق ادا کرتے رہو توحید و سنت کی اساس پر میں تمہیں اس سے مزید عطا کرتا رہونگا، کیونکہ شکر کی بنیاد عمل ہے اور عمل کی اساس اخلاص اور اتباع سنت ہے۔ اور اگر ناشکری کروگے تو یہ نہیں فرمایا لأعذبنكم بلکہ عام لفظوں میں فرمایا:

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ تاکہ خیر کی امید باقی رہے اور ناشکری سے توبہ کرنے میں کبھی دیر نہ ہو۔

ہمارے لیے پیغام یہ ہے کہ: رب کریم کا کرم اتنا زیادہ ہے کہ تھوڑے سے شکر سے بھی وہ بہت خیر سے نوازتا ہے۔بس ہمیں اپنے رب کا شکر گزار ہونا چاہیے اسکے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے، کمی ہمارے ایمان اور شکر میں ہے جسے ہمیں ہمیشہ مضبوط کرنا چاہیے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٧﴾ [محمد: 7]

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی نصرت کروگے تو اللہ تمہاری نصرت کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت ضروری ہے چاہے تھوڑی ہی سہی، جب تک اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت مسلمان کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور ثابت قدمی بھی ملتی رہے گی۔

ہمارے لیے یہ پیغام ہے کہ: ہمیں مؤمن موحد، متبع سنت اور باعمل سچا مسلمان ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اعانت و نصرت ہمیشہ رہے گی۔

﴿إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝١٦٠﴾ [آل عمران: 160]

(اے مسلمانو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں بے سہارا چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا؟ اور مؤمنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔

ان کے لفظ سے یہ حقیقت اس لیے بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت، دین پر ہمارے عمل اور نصرت سے جڑی ہوئی ہے اور جب ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم دین کی نصرت کرنے میں کمزور ہیں الا من رحم اللہ اور بہت ہی کم مسلمان اس پر عمل کرنے والے ہیں تو انداز بیان بھی اسی حقیقت کے مطابق ہے اور اس آیت کریمہ کا اختتام ایمان اور توکل اسی لیے کیا ہے کہ یہی طریقہ ہے اس کمزوری کو دور کرنے کا اور اس مرض کے علاج کا۔

ہمارے لیے پیغام یہ ہے کہ: جب تک مؤمنوں کا اللہ تعالیٰ پر توکل رہے گا اور اسکا حق ادا کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور دشمنوں پر غلبہ بھی ہمیشہ رہے گا اور جب توکل میں کمی یا کمزوری ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت میں بھی کمی ہوگی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

اور آخر میں إذا کے تعلق سے اس عظیم سورت میں دیکھیں کہ کس طریقے سے تمام باتیں یقینی ہیں، اور اس میں خوبصورت پیغام پر غور کریں:

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝٣﴾ [النصر: 1-3]

نصرت، فتح و کامیابی، لوگوں کا دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہونا، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے تسبیح، حمد اور استغفار کرنا اور اسکا حق ادا کرنا یہ سب یقینی ہے اور ہو چکا ہے اور ہمارے لیے پیغام یہ ہے کہ عزت، کامیابی اور غلبہ ہر اس مؤمن کے لیے ہے جو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کا حق ادا کرتا ہے۔ واللہ أعلی وأعلم .

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن وسنت کو صحیح سمجھنے اور منہج السلف الصالحین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر وبا، فتنے اور شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (رمضان اور قرآن-9) سے لیا گیا ہے۔